ضروری ہے کہ ہر احمدی مرد اور عورت کے خُداداد قویٰ کی پُوری طرح نشوونما ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گذشتہ جمعہ میں مَیں نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہفتہ کے دن شام کو عصر کی نماز کے بعد ربوہ میں کام کرنے والے پیشہ ور اطباء اور ہومیو پیتھک ڈاکٹر وغیرہ مجھے ملیں۔ اندازہ سے زیادہ ان اطباء کی تعداد تھی اور جو کام اس دن ان کے سپرد کیا گیا تھا وہ تو انہوں نے تندہی سے کیا۔ مَیں نے ان سے کہا تھا کہ وہ سارے ربوہ کا جائزہ لیں کہ ربوہ میں کتنے دوست مریض ہیں اور کس قسم کے مرض میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ اس ابتدائی رپورٹ کیلئے وہ مختلف وفود کی شکل میں کام کرتے رہے ممکن ہے بعض گھر رہ گئے ہوں لیکن انہوں نے حتی المقدور کوشش کی کہ ہر گھر پر پہنچیں اور معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ میرے پاس ان کی جو رپورٹ آئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دنوں ربوہ میں ۱۶۳۲ مریض تھے جن میں سے ۹۰۳ انفلوئنزا کے مریض اور ۱۳۹ ملیریا کے مریض اور ۶۳ پیچش کے اور ۵۲۷ دیگر مختلف امراض میں مبتلا تھے۔ تاہم بہت سے انفلوئنزا کے مریض صحت یاب ہو چکے تھے۔ الحمد للہ اِس رپورٹ سے جو چیز نمایاں طور پر میرے سامنے آئی اور میرے لئے پریشانی کا باعث بنی وہ یہ ہے کہ ان کی رپورٹ کے مطابق بہت سے ایسے مریض ہیں اور تھے کہ جنہیں علاج نصیب نہیں ہوا۔ بعض مریض ایسے تھے کہ جن کے پاس ڈاکٹر بوجہ دُور ہونے کے جا نہیں سکے اور ان کے خیال کے مطابق (گو یہ ماننے

والی بات نہیں لیکن بہرحال ان کی رپورٹ ہے کہ) بعض ایسے مریض بھی تھے کہ جو اپنی غربت کی وجہ سے علاج نہیں کروا سکے۔

ہم نے محلّہ وار صدر صاحبان اور ان کی مجالس عاملہ کا انتظام کیا ہوا ہے۔اور ایک صدر عمومی ہیں یہ انکے فرائض میں سے ہے کہ وہ محلّہ کے رہنے والوں کی ضرورتوں کا خیال رکھیں اور ایک بڑی ضرورت (احساس کے لحاظ سے مَیں سمجھتا ہوں سب سے بڑی ضرورت) یہ ہے کہ کسی گھر میں اگر کوئی بیمار ہے تو اس کا علاج تسلّی بخش طور پر ہونا چاہیے۔خصوصاً ہمارے ربوہ کے وہ محلے جو ربوہ کی مشرقی سرحدوں پر ہیں ۔ان کے متعلق یہ رپورٹ ہے کہ وہ اپنا علاج نہیں کروا سکتے مثلاً الف محلّہ جو پہاڑیوں کے دامن میں ہے اور دارالعلوم میں تو ہمارے غریبانہ معیار کے مطابق اکثر کھاتے پیتے لوگ ہیں ۔تاہم الف محلّہ کچھ غریب محلّہ ہے۔مَیں نے مجلسِ صحت کے کام کے معائنہ کے لئے بھی ان محلوں کو دیکھا ہے۔الف محلے میں پانی کھارا ہے جو صحت کے لیے اچھا نہیں ۔جس دن میں نے معائنہ کیا اُس دن ہنسی ہنسی میں اور مُسکراتے ہوئے ان کے دل کو مضبوط کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے لیے پانی کا جلد انتظام ہونا چاہیئے ۔وہیں باتوں باتوں میں دو چیزیں میرے ذہن میں آئیں ۔ایک کا تو مَیں نے وہاں اظہار کیا تھا کہ جو ساتھ کی پہاڑیاں ہیں اُن میں بعض ایسی پہاڑیاں بھی ہیں جہاں بارش کا پانی اکٹھا ہو کر جب نیچے بہتا ہے تو بعض دفعہ نقصان بھی پہنچاتا ہے۔مَیں نے کہا تھا ایسی جگہ کا سروے کر کے مجھے بتاؤ تا کہ وہاں بند باندھ دیا جائے جس میں بارش کا پانی اکٹھا ہو جائے گا اس بند کی وجہ سے پانی نیچے جذب ہوگا جس کے نتیجہ میں اس محلّہ کے نلکوں کا پانی اچھا ہو جائے گا ۔دوسرے جو پانی اکٹھا ہو کر بہتا ہے اور نقصان پہنچاتا ہے۔ اس سے ایک حد تک حفاظت بھی ہو جائے گی اور پھر وہاں جو کُھلی جگہیں ہیں وہاں درخت وغیرہ بھی کوئی نہیں ۔کئی لوگوں نے اپنے گھروں میں تو درخت لگا رکھے ہیں لیکن باہر سڑکوں اور کھلی جگہوں پر درخت نہیں ہیں حالانکہ درخت صحت کے لئے ضروری ہیں ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو برس پہلے درخت لگانے پر اُس وقت زور دیا تھا جب کہ ابھی سائنس نے ہائیڈروجن اور آکسیجن گیس کی دریافت نہیں کی

تھی۔درخت آکسیجن گیس جو ہماری ضرورت کی چیز ہے اُس کو دن کے وقت باہر نکالتا ہے اور جو ہماری ضرورت کی گیس نہیں یعنی کاربن ڈائی آکسائیڈ اس کو وہ حاصل کرتا ہے۔اسکے علاوہ صحت قائم رکھنے کے لئے بہت سارے کام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے درختوں کے سپرد کئے ہوئے ہیں۔مثلاً یوکلپٹس کا درخت ہے۔ملیریا کو دُور کرنے کے لئے، میرے اندازے کے مطابق یہ اس سے زیادہ کام کرتا ہے جتنا ہماری حکومت کا محکمہ انسداد ملیریا کا کام کرتا رہا ہے۔ یہ مچھر مارتا ہے اوراس کے جو پتے ہیں ان سے تیل نکالتے ہیں جو نزلے اور انفلوئنزا کی بیماریاں کے علاج کیلئے مختلف شکلوں میں استعمال ہوتا ہے۔ہومیوپیتھی کی شکل میں بھی اور ایلوپیتھی کی شکل میں بھی۔طب یونانی کے متعلق تو مجھے علم نہیں کہ وہ اس کا استعمال کرتے ہیں یا نہیں۔ میرا خیال ہے وہ بھی اب اس کا استعمال کرنے لگ گئے ہوں گے۔غرض یہ بڑا مفید درخت ہے۔اس کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ کلر یعنی شور (جو ربوہ میں پہلے زیادہ تھا اور اب بھی کہیں کہیں نظر آیا کرتا ہے) اسکی غذا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے اس کو یہ عقل دی ہے اور اسے یہ الہام کیا ہے کہ اگر نچلی زمین سخت ہو اور اسکی جڑیں نیچے زمین میں نہ جاسکیں تو اس کو کہا ہے کہ اپنی صحت مند زندگی کیلئے اپنی جڑوں کو سطح زمین کے اوپر پھیلا دو حالانکہ عام درخت ایسا نہیں کرتے اور اسی لئے بعض لوگوں نے ایک عام اصول بنایا ہوا ہے کہ درخت جتنا بلند ہوگا اتنی ہی اس کی جڑ نیچے زمین میں جاتی ہے یہ بھی صحیح ہے لیکن اگر یوکلپٹس کو اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو یہ ربوہ میں نہ لگ سکتا۔مَیں نے کالج میں شروع میں کئی قسم کے درخت لگوائے تھے اکثر مر گئے جو اُن میں سے بچے ان میں اکثر یوکلپٹس کے پَودے تھے۔

مَیں نے پھر ایک وقت میں مشاہدہ کیا کہ یہ درخت جڑیں گہرائی میں لے جانے کی بجائے سطح زمین پر پھیلا دیتا ہے۔اور ہمارا یہ بھی مشاہدہ تھا کہ اس علاقے میں خصوصاً اور ربوہ میں عموماً ہماری زمین میں ۲۔۳ فٹ کے بعد ایک تہہ آتی ہے جو بڑی سخت ہوتی ہے اور بعض جگہ وہ دو فٹ کی اور بعض جگہ چار فٹ کی ہے۔پھر دس بارہ فٹ کے بعد ایک اور تہ آتی ہے اور وہ بھی بڑی سخت ہوتی ہے۔اکثر دوست جنہوں نے درخت لگائے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے مشاہدہ کی توفیق اور طاقت بخشی ہے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ چنگا بھلا درخت تھا صبح کو اٹھے تو وہ

مرجھایا ہوا تھا۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب تک اس کی جڑیں نیچے جا کر اپنی غذا لیتی ہیں اور اس کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا اسے طبعی نشو ونما ملتی رہتی ہے اور جس وقت رات کے کسی حصہ میں اس کی جڑوں نے سخت زمین کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن داخل نہ ہوسکیں تو جس طرح انسانوں کا ہارٹ فیل (HEART FAIL) ہوجاتا ہے درختوں کا بھی فیل ہوجاتا ہے یعنی گو اس کا دل انسان کی طرح تو نہیں ہوتا لیکن اُسے ایک ایسا صدمہ پہنچتا ہے کہ اس کی زندگی صدمہ کو برداشت نہیں کرسکتی اور درخت مرجاتا ہے۔مَیں نے خود یہ مشاہدہ کیا ہے۔ایک درخت رات کو ٹھیک تھا۔صبح دیکھا تو مرا ہوا تھا۔

پس یوکلپٹس ایسے درختوں میں سے نہیں۔وہ اس صدمہ کو سہہ بھی لیتا ہے اور پھر اس کی جڑیں اگر نیچے زمین سخت ہوتو اوپر پھیلنے لگ جاتی ہیں میں نے شروع شروع میں کالج میں درخت لگوائے ایک درخت دوسرے تیسرے سال میں کوئی ۲۰/۲۵ فٹ بڑا ہوا تو پاس ہی ایک جگہ خالی پڑی تھی مجھے خیال آیا کہ وہاں درخت لگوادوں وہاں درخت لگوانے کے لیے گڑھا کھدوایا تو یوکلپٹس کی جڑیں وہاں تک پہنچی ہوئی تھیں کیونکہ وہ جگہ ۲۵ فٹ کے اسی دائرہ کے اندر تھی جس میں یوکلپٹس بھی لگا ہوا تھا یہ شور اور کلر کو کھاتا ہے۔میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض دفعہ اس کے پتوں کو ہاتھ لگا کر دیکھیں تو شور کے باریک باریک ذرّے پتوں کے اوپر جمے ہوئے ہوتے ہیں۔وہ شور کھاتا ہے۔کچھ ہضم کر لیتا ہے اور کچھ باہر نکال دیتا ہے جو باہر پتوں پر باریک باریک ذرّوں کی شکل میں جم جاتا ہے پس کلر ایک لحاظ سے یوکلپٹس کی غذا بھی ہے اور یہ اسے دور بھی کرتا ہے اس لئے ربوہ جو خراب زمین ہے اس میں یوکلپٹس کا درخت بڑا مفید ثابت ہوتا ہے۔بہاولپور کی طرف ایک بہت بڑا علاقہ تھا جہاں کوئی درخت نہیں اگتا تھا۔دس پندرہ سال پہلے کی بات ہے اس وقت کی حکومت نے مشورہ کے لئے آسٹریلیا سے ماہرین منگوائے اور لاکھوں روپیہ ان پر خرچ کیا۔وہ یہاں چھ مہینے یا سال رہے اور بیس لاکھ روپیہ خرچ کر دیا اور دو سطروں میں اپنی رپورٹ لکھ کر چلے گئے کہ یہاں یوکلپٹس کے سوا اور کوئی درخت نہیں لگ سکتا۔انہی دنوں محکمہ زراعت کے ایک بڑے افسر جو میرے واقف تھے وہ مجھے ملنے کے لیے آئے تو میں نے چونکہ یوکلپٹس کے متعلق تجربہ کیا ہوا تھا مَیں نے اُن سے کہا کہ آپ

نے خواہ مخواہ آسٹریلیا والوں کو تکلیف دی۔ مجھ سے پوچھ لیتے کیونکہ میرا یہی مشاہدہ ہے کہ جو حالات انہوں نے بتائے اُن میں ایسی جگہوں پر یوکلپٹس ہی لگ سکتا ہے اور کوئی درخت پورا صحت مند نہیں رہ سکتا۔

پس جہاں تک الف محلے کی زمین کا تعلق ہے (بعض دوسرے محلوں کی زمین بھی اسی قسم کی ہے) اس میں یوکلپٹس کے درخت لگنے چاہئیں اگر اس محلے کے مکینوں کی صحت کو ہم نے بحال رکھنا ہے اور ان کو قوی امین بنانے کی کوشش کرنی ہے تو پھر ہماری یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ان کی صحت ایسی ہو جس کا قرآن نے بڑے حسین پیرایہ میں دو۲ لفظوں میں ذکر فرمایا ہے کہ جس نے کام کرنا ہو اور کامیاب ہونا ہو اسے قوی بھی ہونا چاہیئے اور امین بھی ہونا چاہیئے۔ پس اگر ہم نے یہ امید رکھنی ہو کہ ہر احمدی اس عظیم ذمہ داری کو اٹھانے اور نباہنے کے قابل ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام کی خاطر اس کے کندھوں پر ڈالی ہے تو یہ امید تبھی پوری ہوسکتی ہے کہ جب جماعت اجتماعی رنگ میں اور ہر احمدی کو انفرادی طور پر جتنی اللہ تعالیٰ نے طاقت اور قوت بخشی ہے اس کے مطابق اسکی انتہائی نشوونما ہو۔ اس وقت انسان پر انتہائی بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا کوئی کھیل تو نہیں ساری دنیا میں کسی مذہب کو غالب کرنا یہ صرف مسلمان پر فرض ہوا کیونکہ پہلے مذاہب تو ساری دنیا کے لیے تھے ہی نہیں۔ چھوٹے چھوٹے شہروں کے لیے پھر علاقوں کے لئے اور پھر ملکوں کے لئے انبیاء آئے جیسے جیسے حالات بدلتے رہے اللہ تعالےٰ کی حکمت نے جو تقاضہ کیا وہ اسے پورا کرتے رہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام سے پہلے کوئی ایسی جماعت یا گروہ یا قوم نہیں گزری کہ جس کی ذمہ داری ہو کہ وہ مذہب کو ساری دنیا میں پھیلائے اور غالب کرے یہ ذمہ داری امت مسلمہ پر پہلی اور آخری دفعہ ڈالی گئی اور اسی لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں جو بنی نوع انسان کو بلند تر رفعتوں تک لے گئے۔ پس ہم پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کریں۔ جس قوم کی اتنی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اس کے افراد کیا چھوٹے کیا بڑے کیا مرد اور کیا عورتیں صحت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اچھے ہونے چاہئیں۔

پس اس محلے کے متعلق ایک تو میں نے یہ ہدایت کی ہے کہ وہاں تالاب بنیں گے۔ اس

اوراس طرح کے دوسرے کاموں کو ہم سب نے مل کر کرنا ہے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جماعت ہمارے لئے فلاں چیز بناوے۔ یہ بات غلط ہے۔تمہیں ہم نے اپاہج تو نہیں بنانا اسی طرح جماعتی تنظیم کی طرف سے اگر کہہ دیا جائے کہ ہر محلّہ خود کام کرے ہمیں کام کرنے کی کیا ضرورت ہے تو یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ جب میں نے یہ کہا تھا کہ میں اور جماعت ایک ہی وجود کے دونام ہیں تو اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

پس جو بات میں نے الف محلے کے دوستوں سے نہیں کہی تھی وہ اب میں سمجھتا ہوں کہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔مَیں نے سوچا تھا کہ اب پانی نکالنے والے بڑے اچھے پمپ پاکستان میں بھی بننے لگ گئے ہیں بیکو نے مونو بلاک کی شکل میں بڑے اچھے پمپ بنائے ہیں جو اچھی خاصی مقدار میں پانی باہر نکالتے ہیں ابھی پیچھے ہمارے بچوں کو زمین کے لئے پمپ کی ضرورت تھی انہوں نے سات انچ سکشن اور چھ انچ ڈیلیوری والا پمپ ۲۵۰۰ روپے میں خریدا ہے میرا خیال ہے کہ ہم مشورہ کریں گے اور جائزہ لیں گے۔اگر دو سکشن اور دو ڈیلیوری کا مونو بلاک بنتا ہو تو یہ بڑا EFFICIENT (ایفیشینٹ) ہوتا ہے۔ یہ گیارہ سو روپے میں آجائے گا میرے ذہن میں یہ تھا کہ جب وہاں پانی کے لیے کافی مقدار میں انتظام ہو جائے اور سارے محلے کو سرسبز بنانے کے لئے جتنی محنت وہ محلّہ کر سکتا ہے وہ تو ان سے لی جائے جتنی محنت دوسرے بھائی وہاں پہنچ کر وقارِ عمل کے ذریعہ کر سکتے ہیں وہ کریں تالاب بن جائے پانی کو محفوظ کر لیں پانی کی زیادتی ہو جائے تو نلکوں کے پانی میٹھے ہو جائیں گے اور پھر اگرچہ وہ غریب محلّہ ہے لیکن وہاں کے دوست اپنے حالات کے مطابق پانی کے پمپ کے لئے پچاس روپے جمع کر سکتے ہوں تو پچاس روپے ان کو ضرور دینے چاہئیں اور اس میں سے جتنا باقی رہ جائے گا وہ پھر جماعت کا کام ہے۔اس کا ہم انتظام کر دیں گے وہاں تو ایک پمپ کی ضرورت ہے اور اسی طرح ابھی تک جو میرے علم میں بات آئی ہے (بعض جگہوں پر تو میں ابھی نہیں جا سکا) ہمارا دارالعلوم کالج اور ربوہ کے درمیان جو محلّہ ہے وہ بڑا آباد ہو گیا ہے وہاں بھی نلکوں کا پانی ہے لیکن کہیں اچھا اور کہیں خراب ہے اگر اچھا پانی مل جائے تو ایک پمپ وہاں بھی لگانا پڑے گا کیونکہ وہاں پر کافی کھلی جگہ موجود ہے اور اس محلّہ کو سرسبز بنا دیا جائے اگر صحتیں اچھی

رکھنی ہیں تو ہمیں ہر محلے کو ایسا بنا دینا چاہیئے کہ دوسرے لوگ یہ کہیں کہ باغ زیادہ ہے اور آبادی کم ہے اور درختوں کے اندر مکانات چھپ جاتے ہیں تا کہ ہماری اور ہمارے بچوں کی صحت ٹھیک رہے۔

جہاں تک الف محلّہ کا تعلق ہے بہت سارے دوست دُوری کی وجہ سے ہسپتال پہنچ ہی نہیں سکے کئی ایسے خاندان ہیں جن کے مرد باہر کما رہے ہیں صرف ان کے بیوی بچے یہاں ہیں ایسے حالات ہو سکتے ہیں۔ یہ محلّہ کے پریزیڈنٹ کا فرض تھا کہ یا خود انتظام کرتا یا ہمیں بتاتا اور ہم انتظام کرتے بہر حال اس کا انتظام ہونا چاہیئے اس کے لئے محلے کی مجلس عاملہ سر جوڑے اور سوچے کہ کوئی ایک خاندان بھی ایسا رہا ہے جس کے بیمار افراد کا علاج نہیں ہو سکا۔ اور یہ ایک بڑی غلط بات ہے کہ دوست باہم مشورہ نہیں کرتے مشورہ کرنا فرض ہے۔ مشورہ لینے کے بعد فیصلہ کرنا چاہیئے اس کے لئے اسلام نے دنیا کے طریقوں سے ایک بہتر طریقہ بتایا ہے لیکن مشورہ کرنا افضل قرار دیا ہے۔ اس لئے الف محلے کی مجلس عاملہ کو چاہیئے کہ سارے محلے کو اور سارے محلے میں جتنی مسجدیں ہیں (بڑا پھیلا ہوا محلّہ ہے میرے خیال میں کم از کم وہاں ۳ مسجدیں ہیں) ہر مسجد میں قریب کے لوگوں کو بلا کر پوچھیں کیوں تمہارا علاج نہیں ہو سکا؟ کیا طریقہ اختیار کیا جائے اور پھر وہ اپنی رپورٹ سارے ربوہ کی جو مجلس عاملہ ہے جس کا صدر صدر عمومی کہلاتا ہے اس مجلس میں وہ پیش ہو پھر وہ سوچیں پھر اسی طرح دوسرے محلوں کا جائزہ لیں۔ جانتے بوجھتے ہوئے بعض خاندانوں میں کسی مریض کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ صدر عمومی کی مجموعی رپورٹ آنے پر پھر ہم خود بھی غور کریں گے یا ہم کسی ڈاکٹر کی ڈیوٹی لگائیں گے کہ وہ ہر روز یا ضرورت کے مطابق دوسرے دن یا ہفتہ میں دو بار یا ہفتہ میں ایک بار مقررہ وقت پر مریض کو دیکھنے کے لیے جایا کرے اور ان سے ملے اور ان کا علاج کیا کرے۔

آج ہمارے ملک میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہر مریض کو میسر آ ہی نہیں سکتا کیونکہ ملک کی آبادی زیادہ ہے اور ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی تعداد بہت تھوڑی ہے اس مسئلے کو ہمارا ملک کس طرح حل کرے گا؟ یہ تو وہ جانیں جنہیں اس وقت سیاسی اقتدار حاصل ہے لیکن ہمیں اپنا تو کوئی نہ کوئی طریق معلوم کرنا ہی چاہیئے۔ چین میں ہمارے ملک کی نسبت یہ مسئلہ زیادہ اہمیت کا

حامل تھا۔ستر کروڑ کی آبادی اور ایم بی بی ایس معیار کا ڈاکٹر اس سے بھی تھوڑی تعداد میں تھا جتنا اس وقت پاکستان میں ہے۔اس واسطے انہوں نے اپنے لئے ایک طریق ایجاد کیا۔میں یہ نہیں کہتا کہ اس کی نقل کرنی چاہیئے میں یہ کہتا ہوں کہ تم عملی قدم اٹھاؤ اور جو تمہارا مسئلہ ہے اپنے حالات کے مطابق اس کو حل کرو۔اس کو اسلام کی اصطلاح میں ''عمل صالح'' کہتے ہیں یعنی ایسا نیک کام جو حالات کے مطابق اور ضرورت کے مطابق کیا جاتا ہے انہوں نے یعنی چینیوں نے شروع میں یہ کہا (ابھی تک ان کا یہ منصوبہ چل رہا ہے) کہ دسویں بلکہ آٹھویں پاس ذہین طالب علموں کو تین مہینے کا کورس یا چھ مہینے کا کورس پڑھا کر ایک قسم کا ڈاکٹر بنا دیا اور پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کیا کہ ایک علاقہ منتخب کیا اور وہاں ماہرین دس دس پندرہ پندرہ دن کے لئے بھیجے اور کہا پتہ کرو بیماریاں یہاں کیا ہیں؟ انہوں نے رپورٹ کی مثلاً ملیریا ہے یا پیچش ہے اور نزلہ کھانسی یہی چار پانچ بیماریاں ہیں جو عام طور پر ہوتی ہیں۔ یعنی بیماریوں کا نوّے فیصد ان بیماریوں پر مشتمل ہوتا ہے۔دس فیصد یا اس سے بھی کم اور قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔انہوں نے آٹھویں یا دسویں جماعت میں طالب علموں کو چار پانچ بیماریوں کے متعلق پورا علم سکھا دیا بلکہ ان کو زبانی طور پر رٹا دیا کہ اگر کسی کو ملیریا بخار ہو اور اس کی یہ یہ علامتیں ہوں تو یہ یہ علاج کرنا ہے اور انفلوئنزا کی یہ علامتیں ہوتی ہیں اس میں یہ علاج کرنا ہے اگر کسی کو پیچش ہو تو اس میں یہ دیکھنا ہے کہ خونی پیچش ہے یا بادی ہے، قبض والی ہے یا بدہضمی کی وجہ سے پیچش آرہی ہے۔اس کے مطابق علاج کرنا ہے، چنانچہ ان بیماریوں کے متعلق پندرہ بیس نسخے سکھا کر ان کو مختلف جگہوں پر لگا دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جب کسی مریض کی بیماری کی تشخیص میں الجھن ہو تو ہمیں اطلاع دو ہم اس کو کسی ہسپتال لے جائیں گے۔

غرض یہ وہ طریق تھا جس کو اختیار کر کے انہوں نے بیماریوں پر قابو پالیا ہم نے ان کی نقل نہیں کرنی ہم نے اپنے حالات کے مطابق اس سلسلہ میں ایک اور عمل صالح بجالانا ہے اور وہ اس طرح ہوگا کہ آپ باہمی طور پر ایک دوسرے سے مشورہ کریں کچھ ڈاکٹروں کے متعلق تعصب ہوتے ہیں کچھ بیماریوں کے متعلق تعصب ہوتے ہیں کچھ دواؤں کے متعلق

تعصب ہوتے ہیں ان کو ذہن سے نکالنا پڑے گا اور ہر احمدی کی صحت کو حتی المقدور (یعنی جتنی خدا نے ہمیں طاقت دی ہے اور سامان دیئے ہیں) بہترین رکھنا پڑے گا۔اگر انہوں نے وہ ذمہ داری نباہنی ہے جو سخت ترین ہے اور ان پر ہاں ہاں صرف ان پر ڈالی گئی ہے تو پھر ہمیں اپنے حالات کے مطابق سوچنا اور عملی قدم اٹھانا پڑے گا۔چین کے حالات ہمارے حالات سے مختلف ہیں اس واسطے ہم چین کی نقل نہیں کر سکتے نہ صرف ہمارے حالات ان سے مختلف ہیں بلکہ ہماری عقلیں بھی ان سے مختلف ہیں۔ جو صحیح رنگ میں احمدی ہیں دنیاداروں کے مقابلہ میں ان کی فراست زیادہ ہونی چاہیئے گو عام طور پر اب بھی ہے لیکن جہاں کمزوری ہے اس کمزوری کو دور ہونا چاہیئے کیونکہ تھوڑی جگہ کمزوری ہوتی ہے اور بہت جگہ نقصان پہنچاتی ہے مثلاً کسی گھر کی بنیاد میں دو فٹ کمزوری آجائے تو وہ ساری دیوار خراب ہو جائے گی خواہ وہ دیوار کتنی پختہ ہی کیوں نہ ہو۔پس کمزوری کو تھوڑا سمجھ کر یا اسے تھوڑا دیکھ کر خاموش نہیں ہونا چاہیئے یہ ایک کمزوری ہے کہ بعض دوستوں کا علاج نہیں ہو پایا۔یہ ایک کمزوری ہے کہ صحت قائم نہیں رکھی جاسکی۔اسکے نتیجہ میں اور بہت کچھ سامنے آئے گا مثلاً متوازن غذا کا مسئلہ ہے غذا کے ہضم کرنے کا مسئلہ ہے اور اخلاقی صحت کے قیام کے لئے بہت کچھ کرنے کا مسئلہ ہے وہ آہستہ آہستہ اب بھی حل ہو رہا ہے۔لیکن زیادہ وسعت کے ساتھ ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے جو احمدی ناتجربہ کار ہے اور انکی تعداد زیادہ ہو رہی ہے اور اس وقت ناتجربہ کار احمدی سے میری مراد وہ احمدی ہے جو احمدی کے گھرانہ میں پیدا ہوا وہ ماں کے پیٹ سے کوئی تجربہ لے کر نہیں آیا وہ ناتجربہ کار ہے اس کے تجربہ حاصل کرنے کے سامان آپ نے پیدا کرنے ہیں۔پس ہمارے کام میں ایک وسعت پیدا ہو رہی ہے ہمارے مسائل بدل رہے ہیں دس سال پہلے جو ہمارے مسائل تھے وہ اب نہیں رہے۔اندرونی تربیت کے لحاظ سے بھی اور بیرونی تبلیغ اور اصلاح و ارشاد کے لحاظ سے بھی پہلے جو ہمارے مسائل تھے وہ اب بدل چکے ہیں۔

بہرحال اس وقت تو میں ابتدائی طور پر جسمانی قویٰ کی بحالی اور ان کو کمال تک پہنچانے کا انتظام اور کمال نشوونما پر قائم رکھنے کے انتظامات کی ایک شق کے متعلق بات کر رہا ہوں جہاں تک پانی کا تعلق ہے اس کی فراہمی کا مسئلہ فوری توجہ چاہتا ہے۔تاہم جیسا کہ میں نے

پہلے بھی کہا تھا یہ کام سر دست مشکل ہے لیکن ایک کام آپ کو کرنا چاہیئے اور وہ آپ کر سکتے ہیں وہ پانی کو ابال کر استعمال کرنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ پانی ابال کر پئیں تو آپ ہمارے ملک کی آدھی بیماریوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ربوہ میں پیچش کی بیماری عام ہے پیچش کے ساتھ ملتی جلتی بعض اور بیماریاں ہیں یہ مہلک تو نہیں لیکن کبھی اسہال اور کبھی قبض کی شکل میں بہر حال کمزور کرنے والی بیماری ہے۔ پس اس قسم کی بیماریاں جن کا معدہ اور انتڑیوں کے ساتھ تعلق ہے اور پھر بالواسطہ جگر کے ساتھ تعلق ہے جس کا کام ہضم میں مدد کرنا ہے ان پر اس کا اثر پڑتا ہے چنانچہ اُبلا ہوا پانی پینے سے انسان ان بیماریوں سے بچ جائے گا۔ میرا تو دل کرتا ہے کہ ثواب کی خاطر خود مثلاً الف محلے میں پندرہ بیس دن بلکہ مہینہ تک خدا تعالیٰ مجھے طاقت دے اور کچھ رضا کار میرے ساتھ تعاون کریں تو میں دیگوں میں پانی اُبال کر مختلف جگہوں پر رکھ دوں اور یہ اُبلا ہوا پانی گھروں میں سپلائی کروں ممکن ہے بعض گھر اس طرح نہ ابال سکیں بہت ساری وجوہات کی وجہ سے جن کی تفصیل میں جانے کی تو اس وقت ضرورت نہیں۔

پس اس وقت تو دارالعلوم اور الف محلّہ کے صدر صاحبان اور ان کی مجلس عاملہ اور تمام اہل محلّہ کے مشورہ کے ساتھ زیادہ تفصیلی رپورٹ مع مشورہ جات کہ اس تکلیف کا کس طرح ازالہ کیا جا سکتا ہے اس مشورہ کے ساتھ ربوہ کی مجلس عاملہ کو پیش کریں اور پھر وہ ہمارے پاس بھجوائے مجلس صحت کے کنویز الف محلّہ اور دارالعلوم کے محلّہ میں ٹیوب ویل لگانے کے متعلق مقامی معلومات بہم پہنچائیں باقی رہا کہ کون سا پمپ مناسب رہے گا اس کے متعلق میں خود غور کرلوں گا کہ وہ مجھے صرف یہ بتائیں کہ ان محلوں میں کس جگہ پر پمپ لگ سکتا ہے۔

خالی پمپ تو کافی نہیں پمپ نے نیچے سے پانی کو اٹھانا ہے۔ پانی جہاں ہوگا وہاں سے اٹھائے گا جہاں نہیں ہوگا وہاں سے نہیں اٹھائے گا اسی طرح الف محلّہ میں میں چاہتا ہوں کہ اگر محلے والے ہمت کریں تو ہم جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے دو جگہ پمپ لگا سکتے ہیں یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں پھر فروری میں انشاء اللہ وہاں درخت بڑی کثرت سے لگا کر اس کی شکل بدل دیں گے۔

سر دست جہاں تک ابلے ہوئے پانی کا تعلق ہے یہ تو کسی تنظیم کا کام نہیں ہے یہ تو ہر فرد کا کام ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے میرے بھائی یا بہن تُو پانی ابال کر پی۔ اس شکل

میں جس میں پانی ہوتا ہے یا اس شکل میں جس طرح میں پیتا ہوں یعنی سبز چائے کی دو چار پتیاں بیچ میں ڈال دیں جس سے پانی کا مزہ بدل جاتا ہے۔

پس جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے وہ سبز چائے کے ساتھ ایک دو الا ئچی بھی ڈال سکتے ہیں۔لیکن اصل چیز ابلا ہوا پانی ہے۔بالکل ہلکی سی پتی ڈال دینے سے ہلکا سا انگوری یا موتیا سا رنگ آجاتا ہے (سبز پتی کے بھی مختلف رنگ ہوتے ہیں) بہرحال ہلکا سا شیڈ آجانا چاہیئے اور اس سے پانی کا بک بکا پن دور ہو جاتا ہے۔بعض لوگوں کو اس میں شاید کسیلا پن لگے۔کوئی بات نہیں دُنیا بُری عادتیں پیدا کر لیتی ہے۔تو آپ نیک عادتیں کیوں نہ پیدا کریں ہر بھلائی کی عادت نیک عادت ہے۔خواہ وہ آپ کی جسمانی صحت کو قائم رکھنے کے لئے ہو یا اس کی اخلاقی اور روحانی قوتوں کو قائم رکھنے کے لئے ہو بہرحال اس عادت کو پیدا کریں اور اس طرح ابلا ہوا پانی پینے سے ربوہ کی بہت ساری بیماریاں دُور ہو جائیں گی مثلاً گردے کی بعض بیماریوں کے کیڑے ربوہ کے پانی میں پائے جاتے ہیں یہ تو پانی کے ٹیسٹ میں پائے گئے ہیں۔بعض کیڑے ایسے ہیں جو جگر کے اوپر حملہ کرتے ہیں یعنی بالواسطہ جگر کو متاثر کرتے ہیں۔بہرحال معدہ اور انتڑیاں ٹھیک ہوں کھانا ہضم ہو رہا ہو اور آپ ورزش کر رہے ہوں تو آپ کی صحت ٹھیک رہے گی۔بہرحال صحت اچھی ہونی چاہیئے کیونکہ ذمہ داری بڑی ہے اور آپ کو مشغول بھی رکھنا چاہیئے تاکہ شیطان کسی دروازے سے آپ کے خیالات کو پراگندہ نہ کرے۔اس کے متعلق بعد میں انشاء اللہ کسی وقت باتیں ہونگی۔اس وقت تو الف محلّہ اور دارالعلوم محلے زیادہ توجہ طلب ہیں کیونکہ یہیں زیادہ تر ایسے مریض تھے جن کا علاج نہیں ہو سکا۔اگر دوسرے محلوں میں ہیں تو ان کا بھی پتہ لگنا چاہیئے۔ان دونوں محلوں میں پانی کا انتظام درست نہیں ہے۔پانی کا انتظام درست ہونا چاہیئے اگر یہ کام جلد ہو جائے تو کوشش ہونی چاہیئے کہ جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے چھڑکاؤ کا انتظام ہو جائے تاکہ اس وقت جو دھول اڑ رہی ہے کم از کم اس سے تو لوگ بچ جائیں، پھر درخت ہو جائیں گے۔گھاس ہو جائے گی ’’کھبل ‘‘ گھاس کے لئے میں نے تجربہ کیا ہے اس کے لئے اچھی مٹی باہر سے یعنی دریا کی بَھل لانے کی ضرورت نہیں۔شور مٹی میں بھی بڑا اچھا ہو جاتا ہے۔میں نے اس کا خود اس نیت سے تجربہ

کیا تھا کہ ربوہ میں میرے بھائیوں کو اس سے فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے۔ بہت سارے پیسے بھی ضائع ہونے سے بچائے جا سکتے ہیں۔ پس ہمارے یہ دو محلے ایسے ہیں جن کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ دوسرے محلوں میں بھی اگر کوئی ایسا مریض ہے جس کا علاج نہیں ہوسکتا تو ہمیں اس کا پتہ لگنا چاہیئے۔

یہ مہینہ عام دعاؤں کے علاوہ خصوصی دعائیں کرنے کا مہینہ ہے۔ ایک خاص دعا ہوتی ہے اور ایک عام دعا ہوتی ہے مثلاً عام دعائیں تو میں ہر نماز میں کرتا ہوں مثلاً جماعت کی پریشانیوں کی دوری کے لئے، بیماروں کی صحت کے لئے، تنگ دست دوستوں کی فراخی رزق کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں لیکن ان عام دعاؤں کے علاوہ بعض مواقع پر خاص دعائیں بھی کرنی پڑتی ہیں دسمبر کا مہینہ آج شروع ہو رہا ہے اس میں جلسہ سالانہ کے لئے خاص دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا جلسہ دُنیا کے عام جلسوں کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ اس عظیم جدوجہد کا ایک ضروری حصہ ہے جو آج غلبہ اسلام کے لئے جاری ہے یعنی تکمیل اشاعتِ ہدایت بذریعہ ان عاجز بندوں کے۔ پس ہمارا سالانہ جلسہ تربیت کے لیے اجتماعی بندھنوں کو مضبوط کرنے کے لئے بڑی مفید چیز ہے اس کی بڑی اہمیت ہے یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کسی نہ کسی کو ہزار پریشانیاں، دکھ اور تکلیفیں پہنچ سکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں عام طور پر تکلیف سے محفوظ رکھتا ہے۔ مَیں نے مخلصینِ جماعت کے اپنی آنکھوں سے ایسے نظارے دیکھے ہیں کہ دنیا کی کوئی عقل اسے تسلیم نہیں کرے گی۔ مَیں نے اپنی آنکھوں سے بچّوں کے پیار سے زیادہ ربوہ کے پیار کا مشاہدہ کیا ہے۔ مَیں افسر جلسہ سالانہ تھا۔ ایک دفعہ ایک سپیشل ٹرین آرہی تھی اس کے استقبال کا انتظام دیکھنے کے لئے مَیں سٹیشن پر گیا تو مَیں نے دیکھا۔ ہماری ایک دیہاتی بہن جس کی گود میں دو تین ماہ کا بچہ تھا جب گاڑی سٹیشن پر آئی اور اس کا خاوند دروازے کے پاس سامان وغیرہ اتارنے گیا تو اس نے ربوہ پہنچنے کی خوشی میں اپنے بچے کو خاوند کی طرف یوں پھینکا جیسے اپنے بچے کی محبت کو بھول گئی ہو۔ ربوہ کی اینٹوں اور یہاں کی زمین اور پتھروں اور گنجی پہاڑیوں سے تو ہمیں پیار نہیں ربوہ سے ہمیں (یہاں کے بسنے والوں کو اور باہر سے آنے والوں کو) اس لئے پیار ہے کہ یہ ایک عظیم الٰہی جماعت کا

مرکز ہے جس کے سپرد ایک عظیم کام ہے اور عظیم دونوں لحاظ سے ہے یعنی اپنے کام کے لحاظ سے بھی اور مخالفتوں کے لحاظ سے بھی۔ مخالف اسلام کی ہر طرف سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ اگر اس کے ہاتھ میں ہمارا کوئی بال آتا ہے تو وہ پکڑے کوئی ہماری چادر کا پلّو پکڑ لے کوئی ہمارے پاؤں کا ناخن پکڑ لے غرض وہ کسی نہ کسی طرح ہماری حرکت میں کمزوری پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ چاروں طرف سے ہمارے خلاف عجیب وغریب جھوٹ بولے جاتے ہیں افترا کئے جاتے ہیں مگر تم ان کی طرف نہ دیکھا کرو آج کل بھی اخبارات تو جو منہ میں آتا ہے لکھ جاتے ہیں۔ ہمارے سپرد ایک کام ہے ہماری توجہ اس طرف ہونی چاہیئے اگر توجہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف ہو تو یہ ایک بڑا زبردست ذریعہ ہے دکھوں سے محفوظ رہنے کا۔ دراصل احساس درد قیام توجہ پر منحصر ہے۔ اگر اس طرف توجہ نہیں ہوگی تو درد نہیں ہوگا۔ پس اگر کوئی آدمی پوری طرح خدا کی توجہ میں محو ہو جائے تو اس کی آپ لات کاٹ لیں تو اسے درد نہیں ہوگا۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک جنگ میں جس صحابیؓ کا بازو کٹ گیا تھا اور تھوڑا سا رہ گیا تھا اس کے باوجود اس نے لڑائی جاری رکھی تھی۔ مگر تمہیں ایک تھوڑا سا کانٹا چبھ جائے تو درد ہوتا ہے اور بعض دفعہ چلّانے لگ جاتے ہو۔ مگر اس صحابیؓ کی اپنے پیارے رب کی طرف اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتنی توجہ تھی کہ اس کو درد کا کوئی احساس نہیں ہوا بلکہ اس نے کہا یہ بازو کیوں میرے ساتھ لٹکا ہوا ہے ذرا سا گوشت ساتھ رہ گیا تھا۔ چنانچہ اس پر ایک پاؤں رکھا اور جھٹکا دے کر اسے الگ کر کے پھینک دیا اگر کسی ڈاکٹر کے پاس جاتا تو وہ کہتا اس پر گہری بے ہوشی طاری کرنے کے بعد اس کا علاج کریں گے۔ پس ہماری توجہ اپنے رب کی طرف اور اپنے پیارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف قائم رہنی چاہیئے ہماری راہ کے کانٹے کیا ہیں کچھ بھی نہیں ہیں۔

پس ربوہ اس وقت ایک مرکزی نقطہ ہے اس عالمگیر مہم کا جس کے ذریعہ اسلام نے ساری دنیا پر غالب آنا ہے اس لئے یہاں تربیت کے لیے، آپس میں ملنے کے لئے ساری دُنیا میں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پر جو فضل نازل کر رہا ہے ان کے متعلق باتوں کو سننے کے لیے اور خلیفہ وقت کے ساتھ پختہ تعلق کا اظہار کرنے کے لئے کثرت سے آنا چاہیئے ویسے تو ہر مومن کا

امام وقت کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔مگر دوست یہاں آ کر مل کر اور دیکھ کر ہی پیار کے تعلق کا اظہار کر لیتے ہیں کیونکہ سارے دوست تو مصافحہ نہیں کر سکتے۔نہ اتنا وقت ہوتا ہے اور نہ انسان کو اتنی طاقت دی گئی ہے کہ وہ ایک دن میں ۶۰ ہزار دوستوں سے مصافحے کر لے اس کے لئے وقت بھی چاہیئے طاقت بھی چاہیئے اور پھر اس غرض کے لئے دوستوں کو ایک لمبا عرصہ کھڑے رہنے کی ضرورت بھی ہے وغیرہ بہرحال دوست دیکھ لیتے ہیں آنکھوں کے ذریعہ ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں اور پیار دے دیتے ہیں آخر آنکھ بھی تو ایک دوسرے کو پیار دینے اور دعا کرنے کا ذریعہ ہے ایسے وقت جس طرح ایک پہاڑی چشمے سے پانی ابل ابل کر باہر نکل رہا ہوتا ہے اسی طرح ہمارے دوست جب ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں تو ہر احمدی کا دوسرے کے لئے اور جماعت کے امام کے لئے اور امام کا جماعت کے لیے پیار اور اخوت کے جذبات پھوٹ کر باہر نکل رہے ہوتے ہیں۔پس جماعت کے اس سالانہ اجتماع کے لئے ان دنوں خصوصاً بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے جس غرض کے لئے یہ جلسہ قائم ہوا ہے ساری جماعت اس غرض کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ جو برکتیں وابستہ کی ہیں ان برکتوں کو حاصل کرے اور وہ فضل اس کو ملے اور وہ پیار اس کو ملے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔وہ توجہ سے باتوں کو سنیں اور اثر قبول کریں۔اپنی عادتیں چھوڑنی پڑیں تو چند دن کے لئے احباب کو دیکھ کر اور تقریروں کو سن کر چھوڑ دیں۔صبر کی عادت ڈالیں ابھی پیچھے افریقہ کے ایک ملک میں بعض متعصب عیسائی کیتھولکس کی سازش کے نتیجہ میں ہمارے بعض کلینک بند ہوگئے تھے۔وہاں سے دوستوں نے مجھے گھبراہٹ کے خطوط لکھے۔ بہرحال اصل ذمہ داری تو امام کی ہوتی ہے۔دوست تو طبعاً گھبرا جاتے ہیں کہ دو مہینے ہو گئے ہیں کلینک بند پڑے ہیں ڈاکٹروں کو تنخواہ دے رہے ہیں میل نرسز کو تنخواہ دے رہے ہیں۔ حکومت کہتی ہے آج فیصلہ کریں گے۔کل فیصلہ کریں گے میں نے کہا آرام سے بیٹھیں۔ایک دوست تو بہت زیادہ تیز تھے اُن سے میں نے کہا حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی جو تعبیر کی تھی وہ تم پڑھ لو۔چنانچہ ان کا مجھے خط آیا کہ میں امیر صاحب سے پوچھوں گا کہ وہ کیا تعبیر تھی اس خواب کی تعبیر یہ تھی کہ سات سال کماؤ گے اور سات سال کھاؤ گے میں نے کہا تم

سمجھو کہ یہ وہ زمانہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں اس قوم پر آیا تھا کہ پہلے کمائے ہوئے سے کھانا پڑا تھا۔خدا تعالیٰ نے تمہارے مال میں برکت دی اور خدا تعالیٰ نے جو دیا اسے بیٹھ کر آرام سے کھائیں گے ان کی مخالفتوں کے مقابلہ میں ہمارا کام صبر دکھانا ہے وہ سمجھتے کہ دو مہینے نکمے بیٹھیں گے چار مہینے نکمے بیٹھیں گے جب تنخواہیں دیتے دیتے تنگ آجائیں گے تو کہیں گے کسی اور ملک میں چلے جاتے ہیں۔میں نے کہا آرام سے بیٹھے رہو۔کتنی دیر تک وہ ہمیں ستاتے رہیں گے آخر کار ہمارا صبر پھل لایا۔چند دن ہوئے خط آیا ہے کہ حکومت نے نو مہینے کے بعد کلینک کھولنے کی اجازت دے دی ہے چنانچہ میرا یہ عزم تھا کہ سوائے اسکے کہ حکومت ان کو حکماً اپنے ملک سے باہر نکال دے ڈاکٹر کو وہاں سے نہیں بلائیں گے کیونکہ جب ملک چھوڑنے کا حکم مل جائے تو پھر تو کوئی شخص اس ملک میں نہیں رہ سکتا۔ میں نے دوسرے ملکوں کو اطلاع بھی دے دی تھی۔لیکن میں نے کہا اس سے ورے ورے سال دو سال تین سال تک بیٹھے رہو اس سے مخالفین کو پتہ لگ جائے گا کہ تم میں کتنی سکت ہے۔وہ مقابلہ کر کے دیکھ لیں گے کہ کسی چیز میں بھی اور کسی میدان میں بھی شکست کھانے کے لئے احمدی پیدا نہیں ہوا۔چنانچہ نو مہینے کے بعد اجازت دے دی۔اس سے ہمیں کیا فرق پڑا لیکن اُن کو یہ پتہ لگ گیا کہ اسلام کے ساتھ کوئی آسان مقابلہ نہیں ہے۔غرض عیسائیوں کی سازش ناکام ہوگئی اور ان کو سمجھ آ گئی انہوں نے ہمارے کلینک کے متعلق عجیب اعتراض کر دیئے تھے۔ایک یہ اعتراض تھا کہ لکڑی کی میز پر ڈاکٹر کیوں اپریشن کرتا ہے اس کے لئے باقاعدہ اپریشن ٹیبل ہونی چاہیئے۔ بندہ خدا! اگر ڈاکٹر کے پاس اپنڈے سائنس کا ایک مریض درد سے تڑپتا ہوا آئے تو کیا ڈاکٹر اس سے یہ کہے گا کہ جب تک ولایت سے میری ٹیبل نہ آجائے اس وقت تک انتظار کرو۔اُس وقت تو زمین کے اوپر لٹا کر بھی اپریشن کر دینا چاہیئے کیونکہ اس کی تکلیف کو دور کرنا دراصل اس کی جان کی حفاظت کرنا ہے۔

پھر یہ مطالبہ بھی کر دیا کہ اگر تم نے اِن ڈور مریض رکھنے ہیں تو اگر بیس مریضوں کی گنجائش ہے یا بیس چارپائیاں ہیں تو بیس نرسیں رکھو۔خواہ کسی وقت وہاں بارہ مریض ہی کیوں نہ ہوں۔حالانکہ یہ معیار تو امریکہ میں بھی نہیں ہے۔چنانچہ کہہ دیا کہ فی مریض ایک نرس رکھو

تب تمہیں اجازت دیں گے مگر انہوں نے یہ اعتراض کرتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ ان کے اپنے بڑے بڑے ہسپتالوں میں تو ایک وقت میں تین تین چار چار نرسیں ہی کام کر رہی ہوتی ہیں اور ہم سے یہ مطالبہ کر رہے ہو کہ فی مریض ایک نرس رکھو لیکن میں نے اپنے دوستوں سے کہا ٹھیک ہے ان سے جنگ ہے چلنے دو۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ ہم نے جس سہارے کو پکڑا اور جس سہارے پر ہمارا توکل ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ہم تو ایک ادنیٰ خادم ہیں۔ ہم تو خدا کے بڑے نکمے مزدور ہیں۔ وہ پہلے بھی فضل فرماتا اور ہم نالائقوں سے کام لیتا رہا ہے اب بھی فضل فرمائے گا۔

تاہم اپنی طرف سے ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ روحانی ہتھیاروں سے ساری دنیا کا مقابلہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ دوست اس بات کو کبھی نہ بھولا کریں کہ ہمارے سامنے ایک عظیم الشان مقصد ہے یعنی ساری دنیا میں غلبہ اسلام۔ اس مقصد کے حصول میں ساری توجہ مرکوز رکھنی چاہیئے اور ذرا ذرا سی بات پر آپس میں نہیں الجھنا چاہیئے کیونکہ میدان جنگ میں تو ہر قسم کے الجھاؤ ہر قسم کی پریشانیوں کے باوجود بھی جذبہ اخوت قائم رہتا ہے

کشمیر کے محاذ پر سیز فائر کے بعد ایک دفعہ ہمارے ساتھ کچھ صحافی بھی گئے۔ ایک صحافی نے اِدھر اُدھر دیکھا پاس ہی ایک ریگولر کمپنی کی مشین گن یونٹ تھی۔ اس کا فرقان بٹالین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس صحافی کو شرارت سوجھی اس نے یونٹ کے ایک آدمی سے پوچھا۔ یہاں احمدی غیر احمدی کا سوال تو نہیں اٹھتا۔ لاہور کے اس صحافی کا کہنا تھا کہ وہ تو لال پیلا ہو گیا اور کہنے لگا ہم سارے یہاں جانیں دینے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور تم اس قسم کی بکواس کر رہے ہو حالانکہ اس وقت سیز فائر ہو چکا تھا اور جان کا زیادہ خطرہ بھی نہیں تھا لیکن بہر حال محاذ جنگ تھا تاہم بڑا معمولی محاذ تھا کیونکہ سیز فائر کے بعد محاذ کی شدّت تو بہت کم ہو جاتی ہے۔ جنگ تو ہو ہی نہیں رہی ہوتی۔ اس وقت انسان کے خیالات ان چیزوں میں نہیں الجھتے۔ تو وہ شخص جو گھمسان کی جنگ میں مشغول ہوتا ہے وہ کس طرح ادھر ُادھر دیکھ سکتا ہے۔ ہم بھی چونکہ اس وقت اپنے آپ کو گھمسان کی جنگ میں پاتے ہیں ویسے ہماری تلواروں بندوقوں یا ایٹم کی جنگ تو نہیں ہے دلائل کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ ہم خدا اور اِس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے دشمن کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔اس لئے اس گھمسان کی جنگ میں ہم ادھر اُدھر کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

بہرحال قرآن کریم کے دلائل کے ذریعہ روحانی جنگ کی تیاری کے لئے ،تربیت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نشانات کو سننے کے لئے اوراس کی رحمتوں کے حصول کی کوشش کے لئے ہم سب جلسہ سالانہ پر جمع ہوتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو (اہل ربوہ کو بھی اور باہر سے آنے والے بھائیوں کو بھی) ہر قسم کے دُکھ اور پریشانی اور فتنہ سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برکتوں رحمتوں اور فضلوں کا وارث بننے کے سامان عطا فرمائے۔

آج یکم دسمبر ہے۔یہ مہینہ چونکہ جلسہ سالانہ کی وجہ سے خصوصی دعاؤں کا مہینہ ہے اس لئے مَیں یہ تحریک کرتا ہوں کہ دوست خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو جلسہ کی جملہ ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔جملہ برکات کا حقدار ٹھہرائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱؍مارچ ۱۹۷۳ء صفحہ ۲ تا ۷)

❁❁❁